تاثیر کے لیے صبر و تحمل

حقیقی اثر انگیزی کی پیمائش فوری نتائج سے نہیں بلکہ مخلصانہ کوشش سے کی جاتی ہے۔ ایک کسان کی طرح، آپ زمین تیار کرتے ہیں، بیج بوتے ہیں، اور صبر کے ساتھ اس کی پرورش کرتے ہیں، یہ جانتے ہوئے کہ نمو کا اپنا ایک موسم ہوتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ آپ کے الفاظ آج کسی میں تبدیلی نہ لائیں، لیکن سچی بات کبھی ضائع نہیں ہوتی۔ دیرپا تبدیلی اکثر اس وقت سے بہت پہلے شروع ہو جاتی ہے جب وہ ظاہر ہونا شروع ہوتی ہے۔ اور آپ کا کام بس امید کے ساتھ بیج بوتے رہنا ہے۔

بالآخر، ایک دن، میں نے ان سے پوچھا، "اگر میں نے وہ تمام ممکنہ اقدامات کر لیے ہیں جو میں کر سکتا تھا، تو جب کچھ بھی بدلتا ہوا نظر نہ آئے تو میں کیا کروں؟"

انہوں نے سوچتے ہوئے میری طرف دیکھا۔ "آپ کو کیسے معلوم کہ ان میں کوئی تبدیلی نہیں آئی؟"

میں مسکرا دیا۔ "مجھے لگتا ہے کہ مجھے معلوم ہو جائے گا۔"

"کیا واقعی؟" ان کے سوال نے مجھے حیران کر دیا۔

انہوں نے اپنی بات جاری رکھی: "جب آپ آج کسی سے بات کرتے ہیں، تو آپ کو تبدیلی کے وقوع پذیر ہونے کی توقع کب ہوتی ہے؟"

میں نے اس بارے میں سوچا۔ "ابھی،" میں نے اعتراف کیا۔

وہ مسکرائے اور بولے، "ہم میں سے زیادہ تر لوگ یہی چاہتے ہیں۔"

پھر وہ اپنی کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ "لیکن انسان شاذ و نادر ہی اس طرح بدلتے ہیں۔"

میں نے ان سے پوچھا کہ ان کا کیا مطلب ہے۔

"اپنی زندگی کے بارے میں سوچیں،" انہوں نے کہا۔ "آپ کے کتنے گہرے نظریات اس پہلی ہی بار قائم ہوئے تھے جب آپ نے انہیں سنا تھا؟"

میں نے اپنے حافظے میں تلاش کیا۔ بہت ہی کم۔ میری زندگی کو تشکیل دینے والے زیادہ تر افکار سالوں کے دوران بار بار میرے سامنے آئے تھے۔ کبھی وہ گفتگو کے دوران سامنے آئے، کبھی کتابوں میں، تو کبھی دردناک تجربات کے ذریعے۔ اکثر مجھے ان کی اہمیت کا احساس بہت بعد میں ہوا۔

ایسا لگا جیسے وہ میرے افکار پڑھ رہے ہوں۔ "اثر انگیزی عام طور پر دھیرے سے کام کرتی ہے،" انہوں نے کہا۔ "یہ پروان چڑھنے سے پہلے جڑ پکڑتی ہے۔"

اس بات نے ایک ایسی حقیقت کو واضح کر دیا جو میں کبھی نہیں سمجھ سکا تھا۔ میں ہر اہم گفتگو کو یوں دیکھتا تھا جیسے وہ کوئی آخری امتحان ہو۔ اگر فوراً کچھ نہ بدلتا، تو میں یہی سمجھتا کہ گفتگو ناکام ہو گئی ہے۔ شاید یہ کبھی بھی منصفانہ توقع نہیں تھی۔

وہ اس طرح مسکرائے جیسے انہیں کوئی پرانی بات یاد آ گئی ہو۔ "بہت سال پہلے،" انہوں نے کہا، "کسی نے مجھے ایک نصیحت کی تھی جسے میں نے مکمل طور پر نظر انداز کر دیا تھا۔"

"پھر کیا ہوا؟"

"میں نے کئی سالوں تک وہی غلطی دہرائی۔"

"اور پھر؟"

"ایک دن میں نے خود کو ان کے الفاظ تقریباً من و عن یاد کرتے ہوئے پایا۔"

"پھر کیا بدلا تھا؟"

"میں بدل چکا تھا۔"

اس جواب کی سادگی میرے دل میں اتر گئی۔ الفاظ اس وقت سے بہت پہلے سے منتظر تھے جب میں انہیں قبول کرنے کے لیے تیار ہوا تھا۔ شاید یہ بات ہماری سوچ سے کہیں زیادہ سچ ہے۔

بعض اوقات ہم ایسے ذہنوں میں خیالات کا بیج بو رہے ہوتے ہیں جو ابھی تیار نہیں ہوئے ہوتے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ بیج ضائع ہو گیا ہے۔ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ ابھی اس کا موسم نہیں آیا۔

انہوں نے یقیناً اس تصور کو میرے ذہن میں بنتے ہوئے محسوس کر لیا ہو گا۔

"ایک کسان کے بارے میں سوچیں،" انہوں نے کہا۔ "وہ زمین تیار کرتا ہے۔ وہ بیج بوتا ہے۔ وہ اسے پانی دیتا ہے۔ وہ اسے جڑی بوٹیوں سے بچاتا ہے۔" انہوں نے میری طرف دیکھا۔ "کیا وہ پھر کھیت کے سرہانے کھڑے ہو کر بیج سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ وہ سورج غروب ہونے سے پہلے ہی اگ آئے؟"

میں ہنس پڑا اور کہا، "بالکل نہیں!"

"کیوں نہیں؟"

"کیونکہ پودوں کی نشوونما اس طرح نہیں ہوتی۔"

انہوں نے اثبات میں سر ہلایا۔ "تو پھر ہم انسانوں سے ایسی توقع کیوں رکھتے ہیں؟"

میں نے کبھی ان دونوں باتوں کو جوڑ کر اس طرح نہیں سوچا تھا۔ ایک کسان ایمانداری سے کام کرتا ہے کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ بڑھنے کا اپنا ایک وقت ہوتا ہے۔ وہ زندگی خود تخلیق نہیں کر سکتا؛ وہ صرف ایسے حالات پیدا کر سکتا ہے جن میں زندگی پروان چڑھ سکے۔

شاید اثر انداز ہونے کا طریقہ بھی یہی ہے۔ ہم حسنِ سلوک سے مٹی کو سازگار بناتے ہیں، خلوص کے ساتھ سچائی کا بیج بوتے ہیں، صبر و تحمل سے اسے سیراب کرتے ہیں، اور احترام کے ساتھ اس تعلق کی حفاظت کرتے ہیں، لیکن آگے بڑھنا اور پروان چڑھنا ہمارے اپنے بس سے باہر کی بات ہے۔

اس احساس نے وقت کو دیکھنے کے میرے زاویے کو بدل دیا۔ اب ہر مخلصانہ گفتگو کے لیے فوری نتیجہ دینا ضروری نہیں رہا تھا۔ ہر حسنِ سلوک کے بدلے فوری ردِ عمل ملنا لازمی نہیں رہا تھا۔ اب یہ بھی ضروری نہیں تھا کہ کسی نصیحت کو کارآمد ماننے کے لیے اسے فوراً قبول کیا جائے۔

کچھ بیج تیزی سے اگتے ہیں، جبکہ کچھ سالوں تک چھپے رہتے ہیں۔ اس کے باوجود دونوں ہی بیج ہوتے ہیں۔

رخصت ہونے سے پہلے، انہوں نے ایک ایسی بات کہی جسے میں شاذ و نادر ہی کبھی بھول پاؤں گا۔ "آپ کو تبدیلی پیدا کرنے کے لیے مکلف نہیں کیا گیا۔" وہ تھوڑے وقفے کے لیے رکے، اور پھر مزید کہا، "آپ کو بس اپنے اثر و رسوخ میں ثابت قدم اور وفادار رہنے کا مکلف بنایا گیا ہے۔"

جب میں گھر واپس پیدل جا رہا تھا، تو مجھے احساس ہوا کہ اب امید کی صورت تبدیل ہو چکی ہے۔ یہ اب وہ بے چین امید نہیں رہی جو فوری نتائج کا تقاضا کرتی ہے۔ یہ وہ زیادہ پرسکون امید ہے جو اس بات پر بھروسہ رکھتی ہے کہ مخلصانہ کوشش کبھی ضائع نہیں ہوتی، چاہے اس کا پھل بظاہر نظر نہ آ رہا ہو۔

اب، جب بھی میں کسی ایسے شخص سے بے صبر ہونے لگتا ہوں جس کی میں پروا کرتا ہوں، تو میں کسان کا تصور کرتا ہوں۔ وہ بیکار نہیں بیٹھتا۔ وہ تندہی سے کام کرتا ہے۔ لیکن وہ یہ بھی جانتا ہے کہ کب جدوجہد روک کر صرف انتظار کرنا ہے۔

شاید صبر کے ساتھ اثر انداز ہونے کی صورت یہی ہوتی ہے۔ ہم تیاری کرتے ہیں۔ ہم بیج بوتے ہیں۔ ہم پرورش کرتے ہیں۔ اور پھر ہم اس کی نشوونما کو اس ذات کے سپرد کر دیتے ہیں جو اکیلی اسے پروان چڑھا سکتی ہے۔ لوگوں کے فکر و عمل کی تشکیل میں بے چینی کی بجائے ایک مخلص کسان کی طرح کام کرنے میں بے پناہ سکون اور اطمینان ہے۔